SHEHRI

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہریوں کا ایک چھوٹا سا گروہ جو شعور رکھتا ہو، وہ یقیناً دنیا کو بدل سکتا ہے...مارگریٹ میڈ

شہری

برائے بہتر ماحول

مئی تا اگست ۲۰۰۰ء

اندرونی صفحات پر

- تعمیراتی ضمنی قوانین
- مداخلتی نیکوں کی مہم
- ایٹم بم نہیں چاہئے
- کیئر تھرمیٹیکل پارک

قومی تعمیرنو بیورو کا منصوبہ

مقامی حاکمیت کے ایک نئے نظام کی جانب سفر

پاکستان

اگزیکٹو جناب پرویز مشرف نے ۲۳ مارچ ۲۰۰۰ء کو ایک ضلعی حکومت کے منصوبے کا اعلان کیا اور وعدہ کیا کہ نچلی سطح پر عوام کو اختیارات منتقل کئے جائیں گے۔

یہ منصوبہ حال ہی میں قائم ہونے والے قومی تعمیرنو بیورو (این آر بی) نے تیار کیا ہے۔ آج کل یہ منصوبہ عوام کے سامنے بحث و مباحثے اور مشاورت

کے لئے رکھا گیا ہے۔

پاکستان کے چیف اگزیکٹو فیصلہ کن حتمی منصوبے کا اعلان ۱۶ اگست ۲۰۰۰ء کو کریں گے۔ منصوبے کی اچھائیوں اور خامیوں پر مختلف فورم مثلاً ورکشاپوں، سیمیناروں، عوامی اجتماعات، ٹیلی کانفرنسوں اور انٹرنیٹ کے ذریعے بحث جاری ہے۔

شہری سی بی ای نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فیڈرک نومان فاؤنڈیشن کے تعاون سے مجوزہ منصوبے پر ایک عوامی مشاورت کا اہتمام کیا عوامی خیالات جاننے کے لئے ورکنگ گروپ اجلاسوں کا طریقہ اختیار کیا گیا۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سید تنویر حسین نقوی چیئرمین این آر بی اور جناب عمر اصغر خان وفاقی وزیر برائے لوکل باڈیز اور دیہی ترقی، ماحول و محنت مہمان مقررین تھے۔ جناب فرحان انور اگزیکٹو رکن شہری سی بی ای نے ورکشاپ کے ماڈریٹر کے فرائض

مجوزہ منصوبہ
ایک قصہ کوتاہ

حکومت نے ۲۳ مارچ ۲۰۰۰ء کو تفویض اختیارات کے لئے جس منصوبے کا اعلان کیا وہ قومی تعمیرنو کے سات رکنی ایجنڈے کا ایک حصہ ہے۔ قومی جمہوریت کی بحالی کی جانب پہلے قدم میں چیف اگزیکٹو نے جمہوریت کی بنیادی سطح، ضلعی اور مقامی حکومتوں کے قیام کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔

حکومت نے نچلی سطح کی جمہوریت کے پھل کے حصول کے لئے ایک پیچیدہ ڈھانچہ تجویز کیا ہے۔ قومی تعمیرنو بیورو نے ۲۳ مارچ ۲۰۰۰ء کو قوم کے سامنے ایک مجوزہ ڈھانچہ پیش کیا حکومت نے اس مسودے کو ۱۴ اگست ۲۰۰۰ء تک حتمی شکل دینے اور دسمبر تک لوکل گورنمنٹ الیکشن کے عمل کو شروع کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

ڈھانچے کی تعمیر ضلع کی بنیادی انتظامی اکائی پر ہے۔ ابتدائی اہم قانون ساز ادارہ ضلعی اسمبلی ہوگی جو ۶۶

باقی صفحہ ۲ پر

شہری

بی206 بلاک-2 پی ای سی ایچ ایس
کراچی، پاکستان
ٹیلی فون / فیکس 92-21-453-0646
E-mail address:shehri
@onkhura.com
(web site) URL:http://www.
onkhura.com/shehri

ایڈیٹر : بینا صدیقی

انتظامی کمیٹی

چیئرپرسن : قاضی فائز عیسیٰ
وائس چیئرپرسن : ڈکٹوریہ ڈی سوزا
جنرل سیکریٹری : امبر علی بھائی
خزانچی : حنیف - اے ستار
ارکان : نوید حسین، خطیب احمد
الین رضا علی گردیزی

شہری اسٹاف

کوآرڈی نیٹر : مسز منصور
اسسٹنٹ کوآرڈی نیٹر : محمد ریحان اشرف

شہری ذیلی کمیٹیاں

آلودگی کے خلاف : نوید حسین
تحفظ ورثہ : وائلٹ آزروڈی، حمیرا رحمٰن
میڈیا اور بیرونی روابط : حمیرا رحمٰن، محسن جعفری، فرحان انور
قانون : قاضی فائز عیسیٰ، امبر علی بھائی، رولینڈ ڈی سوزا، ڈکٹوریہ ڈی سوزا، خطیب احمد
پارکس اور تفریح : خطیب احمد
اسلحہ سے پاک معاشرہ : نوید حسین
قاضی فائز عیسیٰ
مالی حصول : تمام ارکان

ذیلی کمیٹیوں کی رکنیت شہری برائے بہتر ماحول کے تمام ارکان کے لئے کھلی ہے۔ اس اشاعت میں شامل مضامین کو شہری کے حوالے کے ساتھ شائع کرنے کی اجازت ہے۔

ایڈیٹر/ادارتی عملہ کا خبرنامہ میں شائع ہونے والے مضامین سے متفق ہونا ضروری نہیں

لے آؤٹ اور ڈیزائن : زیڈ یو لالہ
پروڈکشن : انٹرپرائز کمیونیکیشن

SHEHRI-CBE
acknowledges the support of
The Friedrich-Naumann
Foundation

رکن IUCN
دی ورلڈ کنزرویشن یونین

جنرل (ر) سید تنویر حسین نقوی
چیئرمین این آر بی

سرانجام دیئے۔

جناب فرحان انور نے ورکشاپ کے طریقہ کار اور نمایاں مقاصد کا خاکہ بیان کیا انہوں نے منصوبہ کے بعض پہلوؤں مثلاً انتظام اور ساخت سے متعلق زبردست بحث کی۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سید تنویر حسین نقوی نے اجلاس کا انتظام کرنے پر شہری سی بی ای کی اس پیش قدمی کی تعریف کی اور کہا کہ "یہ منصوبہ لوگوں کو حق انتخاب فراہم کرتا ہے۔ اجلاس میں یہ مسئلہ اٹھایا گیا تھا کہ منتخب نمائندوں اور سول سروس کا شاید ایک دوسرے سے ٹکراؤ ہو۔ اس کا جواب دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ "اختلاف کا ہونا ناگزیر ہے لیکن تنازعہ کو چیک اینڈ بیلنس کے ذریعے مجوزہ نظام کے اندر رہتے ہوئے طے کیا جائے گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ تنازعات کو طے کرنے کے لئے ایک میکنزم مہیا کیا جائے گا۔

وفاقی وزیر جناب عمر اصغر خان

بقیہ ⇦ مجوزہ منصوبہ

نشستوں پر مشتمل ہوگی۔ جن میں سے ۵۰ کو براہ راست چنا جائے گا جبکہ دس نشستوں پر خواتین۔ تین' کسانوں/کارکنوں اور تین' اقلیتی اراکین کو بھی براہ راست انتخاب کیا جائے گا۔ یونین کونسل کے چیئرمین کا انتخاب بھی براہ راست ہوگا۔ اسمبلی کی صدارت ڈپٹی چیف میئر کرے گا جس کا انتخاب ضلع کے عوام براہ راست کریں گے۔ چیف ڈپٹی میئر نشست کا مقابلہ چیف میئر کے لئے امیدوار کے ساتھ جوائنٹ ٹکٹ پر کرے گا۔ موخرالذکر ضلع کا سربراہ ہوگا۔ جس کا انتخاب بھی عوام کریں گے وہ ضلع انتظامیہ کا سربراہ بھی ہوگا اور اس کی سمت کا تعین کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔

ضلعی انتظامیہ ۱۳ شعبوں پر مشتمل ہوگی۔ جن کے سربراہ ضلعی افسران ہوں گے۔ ایک ضلعی رابطہ افسر مجموعی ان کو مربوط رکھے گا یہ افسر چیف میئر کی ماتحتی میں کام کرے گا۔ ضلعی افسران کی تقرری چیف میئر کرے گا۔ جس کی تائید ضلعی اسمبلی کرے گی۔ اسمبلی دو تہائی اکثریت سے ضلعی افسران کو برخاست کرنے پر قادر ہوگی۔ اسمبلی کا ایک نمایاں قانون ساز اختیار یہ ہوگا کہ وہ ضلعی ترقی سالانہ منصوبوں' ضلعی بجٹ' نئے محصولات کی تخلیق اور نئے ضمنی قوانین کو منظور کرسکتی ہے۔ وہ مخصوص مسائل کی نگرانی کے لئے خصوصی کمیٹیاں قائم کرنے اور پالیسیاں بنانے کے قابل ہوں گی۔ پولیس صوبائی موضوع رہے گی جبکہ ضلعی عدالتی نظام کی اصلاح کی جائے گی اور انتظامی شعبوں سے عدالتی اور نیم عدالتی اختیارات واپس لے لئے جائیں گے۔

ضلعی ڈھانچے کو تحصیل کونسلوں اور یونین کونسلوں کے نظام سے تقویت دی جائے گی۔ تحصیل کونسل تحصیل کو بلدیاتی خدمت فراہم کرے گی اور ضلعی حکومت کے حکام کی کارکردگی کی اس سطح پر نگرانی کرے گی۔ اس کا سربراہ ایک میئر ہوگا جو تحصیل کونسل سے منتخب ہوگا۔ یہ تحصیل کونسل ۳۴ اراکین پر مشتمل ہوگی جس کا انتخاب یونین کونسلر کریں گے۔ کونسل میں خواتین کی پانچ' اقلیتوں اور کسانوں کی دو نشستیں ہوں گی۔ عوام یونین کونسل کا انتخاب براہ راست کریں گے۔ ۸ خواتین اور ۸ مرد براہ راست منتخب ہوں گے۔ ۴ مرد اور ۴ خواتین کارکن/کسان ایک مرد اور ایک خاتون اقلیتی نمائندے ہوں گے۔ یونین کونسلیں ماہرین کی کمیٹیاں قائم کریں گی جو حکومتی شعبوں کی کارکردگی کو مانیٹر کریں گی اور قدر و قیمت کا اندازہ لگائیں گی یہ حکومت اور کمیونٹیوں کے درمیان ثالث کی حیثیت سے کام کریں گی۔

شہریوں کی براہ راست شرکت کی کنجی شہریوں کی کمیونٹی بورڈوں میں ہوگی یہ بورڈ یونین کونسل کمیٹیوں کی دیہات/قصبوں کی سطح پر حکومت کی کارکردگی کو مانیٹر کرنے کے لئے تخلیق کئے جائیں گے۔ ان کا اعلان سرکاری طور پر ہوگا اور سرکاری شعبے ان کی جانچ پڑتال کو نوٹ کریں گے۔ شہری بھی دیہی کونسلوں کے ذریعے براہ راست شرکت کے قابل ہوسکیں گے۔

جناب فرحان انور

پولیس ہمیشہ صوبائی موضوع رہے گا، ضلع پولیس ایسے افراد پر مشتمل ہوگی جو اس مخصوص ضلع میں رہائش پذیر ہوں گے

منتخب نمائندوں کی سیاسی تربیت کے موضوع کے بارے میں انہوں نے کہا کہ تربیت فراہم کرنے اور منصوبہ بندی کرنے والے ماہرین کے ذریعے صلاحیتوں کی تعمیر کے لئے ایک پروگرام تیار کیا جائے گا۔

جنرل نقوی نے کہا کہ "شہریوں کے کردار کی قدر و قیمت بڑھی ہے کیونکہ شہری کی حیثیت سے وہ اپنے

خلاف کوئی فیصلہ نہیں کرسکتے۔ انہوں نے شہری اور سی پی ایل سی جیسی شہری تنظیموں کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ شہری کمیونٹی بورڈ کے قیام کے ذریعے یہ کردار مزید بڑھے گا۔

انہوں نے اس نقطے کا اظہار بھی کیا کہ پولیس ہمیشہ صوبائی موضوع رہے گا ضلع پولیس ایسے افراد پر مشتمل ہوگی جو اس مخصوص ضلع میں رہائش پذیر ہوں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ضلعوں کے درمیان رابطہ بھی ایک صوبائی موضوع ہوگا۔ کراچی اور لاہور جیسے بڑے شہروں کے لئے ایک علیحدہ شہری ضلعی منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔

جنرل نقوی کی تقریر کے بعد ورکنگ گروپوں کے اجلاس ہوئے پانچ ورکنگ گروپ بنائے گئے۔ بعد میں ان کی سوچ و بچار کے نتائج وفاقی وزیر جناب عمر اصغر خان کے سامنے پیش کیے گئے۔

جناب عمر اصغر خان نے اپنی تقریر میں اس عمومی تاثر سے اتفاق نہیں کیا کہ دیہی علاقوں میں خواتین کی شرکت کم ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ اس عمومی مفروضے کے برخلاف دیہی علاقوں میں کیمونٹی کے لئے کی جانے والی کوششوں میں خواتین کی شرکت مردوں کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ ہوتی ہے۔

جناب خان نے کہا "اس سبب کے باعث خواتین کو یونین کونسلوں میں مساوی نمائندگی دی گئی ہے۔ ضلع کونسلوں میں ان کی شرکت پذیری کے مسئلے کی وجہ سے ان کی نمائندگی کم ہے۔ ضلعی اسمبلیوں کے اختیارات میں آہستہ آہستہ اضافہ ہوگا لیکن ابتداء میں ایسا ہونا ممکن نہیں ہے۔

جناب فرحان نے شرکاء کو مطلع کیا کہ انتخابی اصلاحات پر تیزی سے کام ہو رہا ہے۔ انتخابی مہم میں ضابطہ اخلاق بھی شامل ہوگا۔ انتخابی مہم کے عمل میں مضبوط و طاقتور ابلاغ کی شمولیت بھی رکھی جائے گی۔

آخر میں جناب فرحان انور نے شرکاء اور مہمان مقررین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ورکشاپ کے اختتام کا اعلان کیا۔

Proposed Devolution of Power Plan

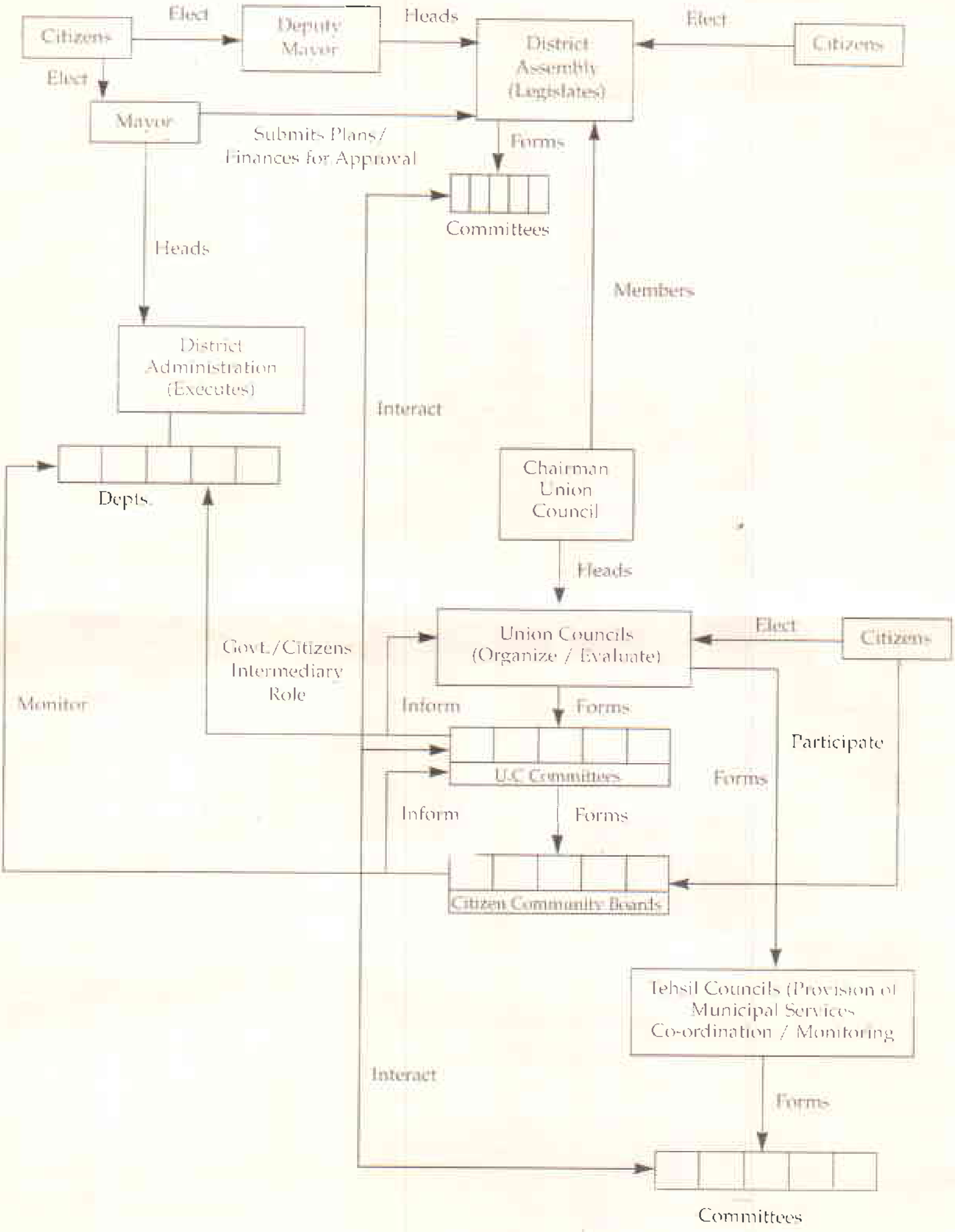

Plan visualization by Farhan Anwar, Shehri-CBE

تعمیراتی ضمنی قوانین کی تجدید کیلئے کمیٹی کا قیام

گورنر سندھ نے مئی ۱۹۹۹ء کو ایک کمیٹی قائم کی جس کے سربراہ کلیم الدین

چیئرمین پاکستان کونسل آف آرکیٹیکٹ اینڈ ٹاؤن پلانر (PCATP) تھے۔ کمیٹی کا کام کراچی بلڈنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ مسودہ کو جدید تر بنانا تھا یہ طے کیا گیا کہ وہ جو کچھ بھی پیش کریں وہ کراچی کے عوام و شہر کے ماحول کے مفاد میں ہو اور کسی بھی طرح کسی کے ذاتی مفاد کا مظہر نہ ہو۔

کمیٹی نے منصوبہ بندی کے مندرجہ ذیل حق انتخاب/اختیارات پر غور کیا۔

○ محتاط و بے کم و کاست معنوں کے ساتھ تعریفوں کا تعین۔

○ نئی تعریفوں کی شمولیت۔

○ قواعد و ضوابط میں موجود ابہام/تضادات کا خاتمہ۔

○ تمام بددیانتی اور غلط کاریوں کو روکنے اور خریدار کے مفاد کے تحفظ کے لئے کوششیں بروئے کار لانا۔

○ منصوبہ بندی کرنے والوں کو اہم کردار دیا گیا لیکن انہیں اپنے ادا کئے گئے کردار کا ذمہ دار بھی ٹھہرایا گیا۔ ان ماہرین کو اپنی ذمہ داریوں سے بھاگنا نہیں چاہئے۔

○ بلڈنگ کنٹرول اور ٹاؤن پلاننگ کو ایک خودمختار ادارہ بنانے اور دیگر کمیٹیوں کو اس کے زیر تحت لانے کی سفارش کی گئی۔

شہری کے سیمینار میں یہ مسودہ عوام اور متعلقہ سرکاری شعبوں کے سامنے پہلی بار بحث و مباحثے اور مشاورت کے لئے پیش کیا گیا۔

جناب کلیم الدین نے کہا کہ شہری کی آبادی بڑھی ہے اور سماجی و معاشی اور ثقافتی انداز بدل گئے ہیں۔ چنانچہ اس بات کی ضرورت ہے کہ تعمیراتی ضمنی قوانین کو وقت کے تقاضوں کے مطابق بنایا جائے تاکہ منصوبے کے تحت افزائش و نشونما کو یقینی بنایا جاسکے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ”وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ دلچسپی رکھنے والے

بریگیڈیئر (ر) ضمیر قادری
ڈائریکٹر جنرل کے ڈی اے

مختلف گروپوں کی کمیٹی میں مناسب نمائندگی نہیں ہے۔ مشاورتی انجینئروں کی انجمن یہ محسوس کرتی ہے کہ کمیٹی صرف ماہر تعمیرات (آرکیٹیکس) پر مشتمل ہے۔ آبادیہ محسوس کرتی ہے کہ بلڈروں کی نمائندگی نہیں ہوئی اور شہری کے ذریعے سے بھی عوامی نمائندگی ناکافی تھی۔ اس لئے تمام حلقوں سے تجاویز طلب کرنے کے لئے ضمنی قوانین اس سیمینار کے ذریعے کھلے عام بحث و مباحثے کے لئے پیش ہیں۔

پاکستان انجینئرنگ کونسل (PEC) کے نمائندے جناب نورالدین احمد نے زور دیا کہ شہر میں اس وقت وقوع پذیر ہونے والی بے تکی، اتفاقی اور حادثاتی طور پر ہونے والی افزائش و نشونما کو مختلف دھاروں اور راہوں میں تقسیم کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ یہ شہر ۶ فیصد سالانہ کی شرح سے بڑھ رہا ہے۔ شرح پیدائش ۳ فیصد ہے اور نقل مکانی کرکے آنے والوں کی شرح بھی ۳ فیصد ہی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس افزائش کو روکنا ممکن نہیں ہے لیکن اس کا انتظام کیا جانا چاہئے اور صرف ضمنی قوانین پر لڑنے جھگڑنے سے انصاف نہیں ہوگا

مذاکرے کے مہمان مقررین

بلکہ جو ضرورت ہے اس کا پورا ہونا لازم ہے۔

جناب نورالدین نے کہا "بیشتر عظیم شہروں میں شہر کے مرکز کی منصوبہ بندی ہمیشہ دوبارہ ہوتی ہے۔ کراچی میں ہونے والی بے تکی و حادثاتی افزائش سرطانی ہے۔ جس نے مسائل پیدا کئے ہیں اور حل افزائش روک بھی نہیں سکتے بلکہ یہ حل افزائش کو راہیں دکھاتے ہیں۔ مثال کے طور پر ہم ایک زون لیں جو پی ای سی ایچ ایس، شاہراہ فیصل اور شہید ملت پر مشتمل ہے اور یہ فیصلہ کریں کہ اسے آبادی کے کم دباؤ والے علاقے سے زیادہ دباؤ والے علاقے میں تبدیل کردے تو ہمیں اسی کے مطابق منصوبہ بندی کرنی پڑے گی۔

مقرر نے کہا "اب تک یہ طریقہ رہا ہے کہ پرانے ضمنی قوانین کے ادھر ادھر سے چھوٹے چھوٹے حصے لے لئے اور ان میں ترمیم کر ڈالی۔ یہ بڑھتے ہوئے شہر کی ضروریات کے مطابق نہیں ہے اور نئے ضمنی قوانین بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے بنانے ہی ہوں گے۔

انہوں نے بے تکی و اتفاقی کمرشلائزیشن کو روکنے کے لئے مندرجہ تجاویز پیش کیں۔

○ ایسے علاقوں کا تعین کیا جائے جہاں کثیرالمنزلہ عمارتیں تعمیر ہوسکتی ہیں پھر حکومت کو ضروری منصوبہ بندی کرنی چاہیئے۔

○ صدر شاپنگ ایریا کو دوبارہ ترقی دی جائے اور ٹریفک فری زون قرار دیا جائے۔

○ علاقے میں کثیرالمنزلہ پارکنگ سہولتیں فراہم کی جائیں اور شٹل سروس چلائی جائے۔

مقرر نے یہ بھی کہا کہ "وہ یہ

جناب نورالدین احمد

محسوس کرتے ہیں کہ ضمنی قوانین کی پامالی کی جاتی ہے اور کوئی انہیں نہیں اپناتا۔ انہوں نے تجویز دی کہ "تمام کرداروں کو ایک جگہ اکٹھا کرنے کے لئے شاید شہری ایک اچھا پلیٹ فارم ہے۔

بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ظہیرالدین قادری ڈائریکٹر جنرل کے ڈی اے نے کہا کہ ادارہ ترقیات کراچی اور بلدیہ کراچی نے گاڑی چلانے والوں کے لئے پارکنگ کی بہتر سہولتوں کی فراہمی کے لئے ایک منصوبہ تشکیل دیا ہے یہ سڑکوں پر بے تکے غلط انداز میں گاڑیاں پارک کرنے کے رجحان کی حوصلہ شکنی کرے گا اور ٹریفک کے بہاؤ میں مدد کرے گا۔

شہر کے ماسٹر پلان کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ کے ڈی اے کے ماسٹر پلان ڈپارٹمنٹ نے شہر کے ماسٹر پلان ۲۰۰۰ء پر عمل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اگرچہ کہ اس میں بہت دیر ہوچکی ہے۔

یہ ماسٹر پلان ۱۹۹۳ء میں تیار ہوا تھا لیکن اس کا سرکاری طور پر اعلان کبھی نہیں ہوا۔

ضمنی قوانین کے بارے میں بات کرتے ہوئے کے ڈی اے کے سربراہ نے کہا کہ شہر میں بے تکی اور غلط افزائش و نشوونما کی حوصلہ شکنی کی خاطر شہر بھر کے لئے یکساں تعمیراتی ضمنی قوانین کا ہونا بہت ضروری ہے۔

جناب رولینڈ ڈی سوزا

انہوں نے کہا "شہر میں درجنوں ادارے زمینوں کے مالک ہیں۔ تعمیرات کے لئے ہر ایک کے اپنے اپنے قواعد و ضوابط ہیں اور شہری منصوبہ بندی نے اس بے ترتیبی اور گڑبڑی میں اضافہ کیا ہے۔" انہوں نے مزید کہا کہ "مجوزہ تعمیراتی ضمنی قوانین کی خاموش خصوصیات میں سے ایک یہ خصوصیت یہ ہونی چاہیئے کہ زمین رکھنے والے تمام پندرہ ادارے ان پر لفظ و روح کے ساتھ عمل درآمد کرنے کے پابند ہوں۔

انہوں نے کہا کہ "سابق گورنر نے تعمیراتی قواعد و ضوابط اور شہری منصوبہ بندی کے ضمنی قوانین کو وقت کے تقاضوں کے مطابق بنانے کے لئے

> شہری آبادی میں اضافے سے سماجی و معاشی انداز بدل گئے ہیں اس لئے تعمیراتی ضمنی قوانین کو حالات کے مطابق بنایا جائے

جو کمیٹی قائم کی تھی وہ اپنی کارروائی جون تک مکمل کرلے گی اور اس کا اعلان جولائی کے وسط تک کردیا جائے گا۔ کراچی کے لئے یکساں تعمیراتی اور شہری منصوبہ بندی کے قواعد و ضوابط کی ضرورت ہے تاکہ ایک منظم افزائش و نشوونما کو یقینی بنایا جاسکے۔

جناب ممتاز ہاشمی نے کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی (کے بی سی اے) کی نمائندگی کرتے ہوئے کہا کہ اس معاملے میں ماہرانہ رسائی اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ زمین کی رہائش سے تجارتی استعمال میں تبدیلی کی اجازت صرف ان زون یا علاقوں میں دی جائے جو تجارتی قرار دیئے گئے ہوں۔

مزید یہ کہ ٹیکنیکل کمیٹیاں قائم کی جائیں اور نااہل افراد کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ مقرر نے یہ تجویز پیش کی کہ کم سے کم معیارات کو بھی ڈھیلا ڈھالا نہیں ہونا چاہیئے۔

تقاریر کے بعد مزید معلوماتی سوال و جواب کا دور ہوا مقررین نے عمومی اور ذاتی نوعیت کے سوالات کے جواب دیئے۔

سندھ ہائیکورٹ کے سابق جج جناب شفیع محمدی نے سوال کیا تھا کہ کیا کے بی سی اے۔ کے ڈی اے یا نجی بااثر این جی اوز یہ فیصلہ کرنے کی ذمہ دار ہیں کہ زیر تعمیر چند عمارات قانونی یا غیر قانونی ہیں؟

قاضی فائز عیسیٰ چیئرپرسن شہری سی بی ای نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ اگر کے بی سی اے اہلیت و ذمہ داری کے ساتھ کام کررہی ہوتی تو کسی این جی او کو عدالت میں جانے کی ضرورت نہ ہوتی۔ انہوں نے زور دیتے ہوئے کہا کہ جج کو معاملے کی تہہ

باقی صفحہ ۲۰ پر

ریحانہ افتخار

بچوں کے مدافعتی ٹیکوں کی مہم کو وسعت دینے کی ضرورت ہے

گزشتہ دنوں اقوام متحدہ کے ذیلی ادارے یونی سیف نے اقوام کی ترقی ۲۰۰۰ء کے عنوان سے ایک رپورٹ جاری کی ہے۔ یہ رپورٹ گزشتہ آٹھ برسوں سے باقاعدگی سے شائع کی جاتی ہے۔ جس میں تمام بچوں کو ایک بہتر زندگی گزارنے کا موقع فراہم کرنے کے لئے عالمی ترقی کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ ۱۹۹۰ء میں بچوں کی ایک عالمی کانفرنس کا انعقاد ہوا تھا۔ جس میں بچوں کے لئے کچھ مقاصد طے کئے گئے تھے چنانچہ بچوں کے حقوق کے کنونشن میں ہونے والی فیصلوں کی توثیق تقریبا" ہر ملک نے کی۔ اس رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ جب قومیں بچوں کی فلاح و بہبود اور ان کے بچوں کے تحفظ میں سرمایہ کاری کرتی ہیں تو اس کے مثبت نتائج کیا اخذ ہوتے ہیں۔

اقوام کی ترقی ۲۰۰۰ء کی اس رپورٹ کی تقریب رونمائی کے موقع پر یونی سیف نے "بچوں کے لئے اتحاد کی تعمیر پر قومی مشاورت" کے عنوان پر ایک سیمینار کا اہتمام کیا جس میں ایچ آئی وی/ایڈز' مدافعتی ٹیکوں' بچوں کی ابتدائی دیکھ بھال اور بچوں کے تحفظ کے موضوعات زیر بحث لائے گئے۔

پاکستان میں یونی سیف کی نمائندہ ییراپ میکنو نے شرکاء کو خوش آمدید کہتے ہوئے بتایا کہ اقوام کی ترقی ۲۰۰۰ء نامی اس رپورٹ کی رونمائی پاکستان سمیت ۱۶۵ ملکوں میں ہوئی ہے۔

سندھ کے وزیر خزانہ عبدالحفیظ شیخ نے پہلے اجلاس کی صدارت کی جو ایڈز اور ایچ آئی وی کے بارے میں تھا۔ ایڈز کے بارے میں ایڈز کنٹرول پروگرام کی جانب سے ایک دلچسپ اور معلوماتی ڈرامہ بھی پیش کیا گیا۔ مقررین میں ایڈز کنٹرول پروگرام کے ڈاکٹر شرف علی شاہ' پاکستان ایڈز سوسائٹی کے جناب شوکت علی' اے پی پی کی محترمہ رفیعہ حیدر اور بوائے اسکاؤٹ جناب نوشیرہو دبھائی شامل تھے۔

صوبائی وزیر خزانہ جناب حفیظ شیخ نے کہا کہ ایڈز ایک عالمی مسئلہ ہے اور اس پر غیر معمولی کوششوں کی بدولت قابو پایا جاسکتا ہے۔ اب یہ کہنا درست نہیں ہے کہ ایڈز ہمارے ملک کا مسئلہ نہیں ہے۔ دنیا ایک چھوٹے گاؤں میں بدل چکی ہے۔ ہمیں اپنی اجتماعی کوشش سے اس مسئلے کا حل تلاش کرنا ہوگا۔ انہوں نے اس چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لئے این جی اوز اور دیگر تنظیموں کو اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔

سندھ ایڈز کنٹرول پروگرام کے کوآرڈی نیٹر نے بتایا کہ پاکستان میں ایڈز کے پہلے مریض کا پتہ ۱۹۸۶ء میں چلا تھا اور دسمبر ۱۹۹۹ء تک پورے ملک میں سولہ ہزار ایڈز کے مریضوں کی موجودگی کا علم ہوا ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ حکومت سندھ نے ایچ آئی وی کٹ تمام سرکاری اسپتالوں میں مہیا کئے ہیں۔

سیمینار کے دوسرے اجلاس میں بچوں کے حقوق پر بات کی گئی۔ جو بچوں کو مدافعتی ٹیکے لگوانے' ان کی ابتدائی دیکھ بھال اور تحفظ سے متعلق تھے۔ اس سلسلے میں صوبائی وزیر نے کہا کہ ہمارے ملک کا بہترین سرمایہ ہمارے بچے ہیں اور اگر ہمیں دیرپا ترقی کرنی ہے تو ہمیں اپنے بچوں پر توجہ مرکوز کرنی ہوگی۔

راستی تھیٹر گروپ نے بچوں کو مدافعتی ٹیکے لگوانے کی اہمیت پر نہایت خوبصورت ڈرامہ پیش کیا اور پانچ جان لیوا بیماریوں اور پولیو کے خلاف شعور و آگاہی پیدا کرنے کی کامیاب کوشش کی۔

اس اجلاس سے ڈاکٹر بزمی انعام' جناب منظرالہی' جناب کریم دہلانی' ڈاکٹر شمس انصاری اور ڈاکٹر غفار بلو نے خطاب کیا جبکہ صدارت کے فرائض جناب پروفیسر نعیم انصاری نے انجام دیئے۔

تیسرے اجلاس میں پاکستان پیڈیاٹرک ایسوسی ایشن کے جنرل

باقی صفحہ ۲۲ پر

دنیا بھر میں ۳۴٫۳ ملین افراد ایڈز کا شکار ہوچکے ہیں جن میں سے ایک تہائی تعداد نوجوانوں کی ہے جن کی عمریں ۱۵ سے ۲۴ برس کے درمیان ہیں

شہری کا دسواں سالانہ اجلاس

امبر علی بھائی جنرل سیکریٹری شہری برائے بہتر ماحول

ایجنڈا

۱۔ نویں سالانہ جنرل میٹنگ کی کارروائی کی روداد کی توثیق کرنا۔

۲۔ ۱۹۹۹ء میں ہونے والی شہری کی سرگرمیوں کے باری میں جنرل سیکریٹری کی رپورٹ قبول کرنا۔

۳۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۹۹ء کو ختم ہونے والے سال کے لئے آڈٹ شدہ اکاؤنٹس اسٹیٹ منٹس کو قبول کرنا۔

۴۔ سال ۲۰۰۰ء کے لئے آڈیٹر کی تقرری و معاوضے کا تعین کرنا۔

۵۔ صدر کی اجازت سے دوسرا کوئی اور مسئلہ بھی زیر بحث لایا جاسکتا ہے۔

ایجنڈا کا آئٹم نمبر۱

مسز امبر علی بھائی جنرل سیکریٹری شہری نے شہری اے جی ایم ۱۹۹۹ء کی روداد پڑھ کر سنائی جو ۳ اپریل ۱۹۹۹ء کو منعقد ہوئی تھی۔ اس کو قبول کرنے کی تجویز ایک رکن جناب سید ایس حیدر نے پیش کی اور ایک اور رکن جناب ڈیرک ڈین نے اس کی تائید کی اس طرح روداد کی توثیق ہوگئی۔

ایجنڈا کا آئٹم نمبر۲

مسز امبر علی بھائی نے شہری سرگرمیوں کی سالانہ رپورٹ ۱۹۹۹ء کے لئے اکاؤنٹس کی تفصیلات پڑھ کر سنائیں جس کی تجویز جناب فرحان انور و تائید جناب فاروق فیصل نے کی اور سالانہ رپورٹ کی توثیق کردی گئی۔

ایجنڈا کا آئٹم نمبر۳

اکاؤنٹس کی تفصیلات دی گئیں۔ آڈٹ شدہ اکاؤنٹس کی کاپی اراکین کے درمیان تقسیم کی گئی۔ بعض عنوانوں کی وضاحت کی گئی۔ مثلاً ایک مدت کے لئے کرائے کو ظاہر نہیں کیا گیا تھا تاکہ جناب نوید کو دیئے گئے اس قرضے کو ہم آہنگ کیا جاسکے جو انہیں حادثے سے دوچار ہونے کے بعد دیا گیا تھا۔

مسز امبر علی بھائی نے وضاحت کی کہ شہری کو سال ۱۹۹۹ء کے لئے فنڈ فراہم کرنے کے لئے ڈونر پر ۷۵ فیصد انحصار کرنا پڑا تھا۔ بقیہ ۲۵ فیصد شہری کے اپنے فنڈز سے پورا کیا گیا۔ انہوں نے مزید بتایا کہ شہری نے ان رہائشی افراد سے رقم جمع کی جن کے مقدمات شہری نے درج کرائے ہیں۔ فنڈز اکٹھا کرکے تنظیم کی مدد کرنے کے لئے دیگر اراکین کی حوصلہ افزائی بھی کی گئی۔

شرکاء کو مطلع کیا گیا کہ انکم ٹیکس سے مستثنٰی قرار دیئے جانے کے لئے سرٹیفکیٹ لینا پڑتا ہے جو ایک سال کی مدت کے لئے حاصل کرلیا گیا ہے۔ اس سرٹیفکیٹ کے حصول کی بنیادی شرط کو پورا کرنے کے لئے سرکاری سیکورٹیز میں ۵۰ ہزار روپے رکھے گئے ہیں۔

جناب مصلح الدین نے اکاؤنٹس کی تجویز دی جس کی تائید جناب ڈیرک ڈین نے کی جس کے بعد اکاؤنٹس کی توثیق ہوگئی۔

ایجنڈا کا آئٹم نمبر۴

آڈیٹرز جناب اولیس حیدر زماں اینڈ کمپنی' چارٹرڈ اکاؤنٹس کے لئے سال ۲۰۰۰ء کے لئے معاوضہ ۴۵۰۰ روپے مقرر کیا گیا۔ اس کی تجویز جناب ہارون خان پیش کی جس کی تائید محترمہ عذرا عقیل نے کی اور یہ رقم قبول کرلی گئی۔

ایجنڈا کا آئٹم نمبر۵

بہادر آباد کوڑے کرکٹ کے انتظام کے سلسلے میں کے ایم سی کے عہدیداروں سے معلومات حاصل کی گئیں۔ جنہیں اراکین کے علم میں لایا گیا۔

اراکین کو یہ بتایا گیا کہ تنظیم سرگرمیاں منظم کرنا چاہتی ہے اس کی خواہش ہے کہ رضاکار آگے آئیں اور کام میں مدد کریں۔ اس مقصد کے لئے مختلف اسکولوں کے ۱۵ سے ۱۸ برس کے طالب علموں سے رابطہ کیا جائے گا۔

اراکین کو تعمیراتی ضمنی قوانین

کے مسودے کے بارے میں معلومات فراہم کیں جو سابق گورنر کی بنائی ہوئی کمیشن نے تیار کیا تھا اور اب عوامی آراء اور تجاویز کے لئے پیش ہے۔ عوام کے نقطہ نظر کو آواز دینے کے لئے شہری نے اس سیمینار کو منظم کیا ہے اور اس میں شرکت کے لئے اراکین کی حوصلہ افزائی کی گئی۔

مینجنگ کمیٹی کے سامنے بعض تجاویز بھی رکھی گئیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

مسز رفعت نے تجویز پیش کی کہ ممبرشپ فیس کو ۳۰۰ روپے سے بڑھا کر ۵۰۰ روپے کردی جائے۔ دوسرے دو اراکین نے اس خیال کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ شہری ایک این جی او ہے اس لئے فیس یہ ہی رہنی چاہئے کیونکہ اسے آسانی سے ادا کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے مزید یہ بھی کہا کہ جو شخص زیادہ ادا کرسکتا ہے وہ چندے کی صورت میں دے سکتا ہے۔

جناب حیدر نے اس خیال کو پیش کیا کہ آغا خان کی طرز پر چندہ جمع کرنے کی کوئی مہم شروع کی جائے جس نے صرف چار ماہ کے عرصے میں دو کروڑ روپے کا فنڈ جمع کیا۔ کیونکہ جناب حیدر فنڈ اکٹھا کرنے کی اس مہم کے ایک شریک رکن تھے اس لئے انہیں اس میدان میں کچھ تجربہ ہے ان سے کہا گیا کہ وہ خود اس سلسلے میں عملی قدم اٹھائیں جناب حیدر کو شہری کے لئے فنڈ اکٹھا کرنے والی کمیٹی کا انچارج بنایا گیا اس کا نام جناب ڈین نے تجویز کیا جس کی تائید ڈاکٹر گردیزی اور جناب فرحان نے کی۔

سال ۱۹۹۹ء میں شہری کو فنڈز کی فراہمی کے لئے ڈونرز پر ۷۵ فیصد انحصار کرنا پڑا تھا بقیہ ۲۵ فیصد شہری کے اپنے فنڈز سے پورا کیا گیا

جناب ندیم احمد نے تجویز دی کہ اگر میٹنگ کا وقت ۵ بجے شام کردیا جائے تو شرکاء کی تعداد میں اضافہ ہوسکتا ہے۔

جناب محمد علی رشید نے کے ایم سی کے لئے ایک مانیٹرنگ کمیٹی کے قیام کی تجویز پیش کی۔

کیونکہ دوسرا کوئی موضوع زیر بحث نہیں رہا تھا اس لئے صدر اور شرکاء کا شکریہ ادا کرنے کے بعد میٹنگ برخاست کردی گئی۔

تحفظ اور حاکمیت کے درمیان رابطے کی دریافت

فطرت کے تحفظ کے لئے بین الاقوامی یونین (IUCN) پاکستان نے حال ہی میں چترال ضلعی تحفظ کی حکمت عملی بنائی ہے۔ حکومت پاکستان کے حالیہ اعلان کردہ ضلعی حاکمیت کے منصوبے کے ساتھ ادغام اور رابطوں کو بڑھانے کے امکانات کو تلاش کرنے کی غرض سے چترال میں ۷ جون ۲۰۰۰ء کو ایک گول میز کانفرنس منعقد ہوئی جس میں شہری معاشرے سے تعلق رکھنے والے نمایاں شہریوں اور سرکاری شعبے نے شرکت کی اس موقع پر جناب فرحان انور ایگزیکٹو رکن شہری سی بی ای مہمان مقررین میں سے ایک تھے۔

فرحان انور اجلاس سے خطاب کر رہے ہیں

شہری نوجوان اراکین

نے سی پی ایل سی کے مرکزی رپورٹنگ سیل کا دورہ کیا

شہری انتظامیہ نے اپنے نوجوان اراکین (جن کا تعلق کراچی کے مختلف اعلیٰ
تعلیمی اداروں سے تھا) کے لئے سٹیزن پولیس لائژان کمیٹی کے مرکزی رپورٹنگ
سیل کے ایک تعلیمی و ادراک بڑھانے والے دورے کا اہتمام کیا۔ مسز منصور
ایڈمنسٹریٹر شہری، محمد ریحان اشرف نائب کو آرڈی نیٹر اور شہری کے ایگزیکٹو رکن
فرحان انور نوجوان اراکین کے ساتھ تھے۔

مرکزی رپورٹنگ سینٹر کے دفتر میں جناب زبیر نے شہری گروپ کا استقبال کیا
اور دورے کی رہبری کی۔ ملاقاتی ٹیم کو مرکزی رپورٹنگ سیل آفس کے مختلف
شعبے دکھائے گئے۔ جن اعداد و شمار کو اکٹھا کرنے، محفوظ کرنے، ڈیجیٹل میپنگ اور
جرائم کا سراغ لگانے کی سہولتیں ہیں۔

کار کی چوریوں اور اغوا برائے تاوان جیسے جرائم کے خلاف جنگ کرنے میں
کس طرح مدد اور تعاون فراہم کر رہی ہے۔
جرائم کے اندراج، ملزموں کا پتہ چلانے اور متعلقہ معلومات کو دستاویزی شکل
میں مکمل کرنے کے لئے جدید ٹیکنالوجی اور طریقہ کار استعمال کئے گئے۔ ایک
جغرافیائی معلوماتی نظام (GIS) بھی تیار کیا گیا ہے جس کی بنیاد کراچی کے ڈیجیٹل
نقشے پر ہے اور اسے مستقل وقت کے تقاضوں کے مطابق جدید تر کیا جاتا ہے۔
مرکز کے دورے کے بعد سوال و جواب کا ایک دور ہوا جس میں جناب زبیر
نے دورہ کرنے والی ٹیم کے مختلف سوالوں کے جواب دیئے۔

ش۔ فرخ

ہمیں ایٹم بم نہیں... زندگی چاہئے

ایچ پی آئی (Human Poverty Index) کے مطابق پاکستان کی پچاس فیصد آبادی تین محرومیوں کا شکار ہے۔ طبی عمر، علم اور ضابطہ طرز زندگی۔

گزشتہ پانچ برسوں کے دوران ہم نے اپنی کثیر پونجی ایٹمی بم بنانے میں لگادی اور غربت ختم کرنے کے پروگرام بنائے۔ حقیقت یہ ہے کہ غربت کم ہونے کے بجائے زیادہ ہوئی۔ آئی ایم ایف کی ایما پر اسٹرکچر ایڈجسٹمنٹ پروگراموں کی وجہ سے غریب مزید غریب ہوگیا۔ صحت کی ضمن میں ایک معتبر مطالعے کے مطابق پاکستان میں پندرہ ہزار (۱۵۔۲۴ سال تک کی عمر کے) لڑکے لڑکیاں ایڈز کا شکار ہیں۔

ہر سال ۳۸ عورتوں میں سے ایک عورت یعنی ۳۰ ہزار عورتیں حمل کے دوران پیدا ہونے والی پیچیدگیوں کے سبب مرجاتی ہیں۔ جب دنیا کے ترقی پذیر ممالک کے بارے میں ترقی کی رپورٹ تیار کی جاتی ہے تو پاکستان اپنے پڑوسی ملکوں کے مقابلے میں بھی نچلے درجے پر آتا ہے۔ ہمارے ہاں پیدا ہونے والے بچوں میں سے ۵۰ فیصد بچے سوکھے کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں کہ ماؤں کو صاف پانی اور اچھی غذا میسر نہیں۔ حالیہ رپورٹ کے مطابق پاکستان ۸۸ ملکوں میں کئے گئے مطالعے میں ان تیرہ ملکوں میں سب سے آخر میں آتا ہے جہاں ماؤں کی دیکھ بھال کی حالت ابتر ہے۔

مگر ہمارا غریب آدمی بی بی سی کے کیمرے کے سامنے کہہ رہا تھا کہ بم بنا کر ہمارا سر فخر سے بلند ہوگیا ہے۔

بے شک ہمارے ہاں انٹیلکچوئل سطح پر چاغی کے خلاف اظہار احتجاج کیا گیا۔ جبکہ ایک گواہی ضمیر نیازی کی مرتب کردہ کتاب زمین کا نوحہ ہے جس میں چاغی کے دھماکے کے بعد لکھی گئی شاعروں اور ادیبوں کی تحریریں شامل ہیں۔

یہ بھی ہے کہ گزشتہ حکومتی دور میں دھماکے کے بعد جو مصنوعی یوفوریا پیدا کیا گیا تھا وہ ٹوٹ چکا ہے۔ دھماکے کی پہلی سالگرہ کے موقع پر بڑے پیمانے پر جشن منایا گیا تھا۔ اب کے سوائے کلثوم نواز کے چاغی پر جھنڈا لہرانے کے کوئی قابل ذکر بات نہیں ہوئی۔ کاروباری لوگوں نے چاغی کو بھی کیش کروایا۔ دھماکے کے فوراً بعد چاغی نام کا پینٹ بازار میں آگیا تھا۔ شروع شروع میں اس کی خوب بکری ہوئی۔ مگر اب اس کی مانگ ختم ہو چکی ہے۔ لیکن واٹر پمپ فیڈرل بی ایریا میں بننے والا چاغی ریستوران ابھی بھی خوب چلتا ہے۔ کہ ایٹم بم سے دشمن ملک کو ختم کرنے کو جہاد کا عظیم کارنامہ سمجھنے والوں کے ذہن تبدیل نہیں ہوئے۔

ہیروشیما ڈے پر ایک مشورہ یہ تھا کہ نیوکلیئرائزیشن کے خلاف معلومات کی فراہمی کے لئے انٹرنیٹ کمیونیکیشن بروئے کار لایا جائے۔ یہ بہت اچھا ہوگا۔ دنیا بھر کے لوگ جان جائیں گے کہ ہم امن پسند ہیں۔ ہم ایٹم بم کے خلاف ہیں۔ لیکن اس سے ملک کے اندر، عوامی سطح پر کوئی فکری تبدیلی نہیں آسکتی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسے ذرائع ابلاغ اختیار کئے جائیں کہ ایٹم بم کے مضمرات سے عام آدمی واقف ہوسکے۔ یہ ایک وسیع کام ہے جس کے لئے امن پسند تنظیموں اور افراد کو ملک گیر نیٹ ورک بنانا ہوگا۔ ورنہ جو مذاکرے کسی ہال میں کئے جائیں یا جو احتجاجی جلوس ایک چوک سے نکل کر اگلے چوک پر ختم ہو جائے.... اس سے بھلا ایک عام آدمی کیا سمجھ پائے گا۔

کاغذ کی بنی ہوئی رنگ برنگی لالٹینوں کا بیڑہ، ہیروشیما کے دریا موٹیاسو میں بہتا ہوا۔ ایٹمی بم کے گیند کے قریب سے گزرتا ہوا نامعلوم منزل کی طرف بڑھ رہا تھا۔ پچپن سال مکمل ہیروشیما کے اندوہناک سانحے کی یاد میں وہ المیہ جس کا سامان انسان نے خود پیدا کیا تھا۔ وہ آسمانی آفت نہ تھی۔

جب سے ہم نے چاغی میں دھماکہ کرکے دنیا کو ہلایا ہے ملک کی امن پسند

> امن پسند تحریکوں
> اور افراد کو ایک نیٹ ورک بنانا ہوگا
> ورنہ جو مذاکرے کسی ہال میں کئے جائیں
> یا جو احتجاجی جلوس ایک چوک سے نکل کر
> اگلے چوک پر ختم ہو جائے،
> اس سے بھلا ایک آدمی کیا سمجھ پائے گا

باقی صفحہ ۲۱ پر

کیرتھر نیشنل پارک کی سلامتی کو خطرہ لاحق ہے

ہم زیردستخطی ماحولیات سے تعلق رکھنے والی تنظیموں کے نمائندے کیرتھر نیشنل پارک سندھ میں گیس کی تلاش کے مجوزہ منصوبے میں واقعات کی حالیہ تبدیلی سے سخت غم و غصے اور تشویش میں مبتلا ہوئے ہیں۔

کراچی میں ۲۱ اور ۲۲ جنوری ۲۰۰۰ء کو ایک مشاورتی ورکشاپ ہوئی تھی جس میں کیرتھر بیس لائن اسٹڈی کے لئے حوالہ جاتی شرائط (TOR) کو حتمی شکل دی گئی تھی۔ کیرتھر بیس لائن مطالعے کا بنیادی مقصد کیرتھر نیشنل پارک سے متعلقہ ماحولیات، انسانی اور حولیاتی خصوصیات پر بنیادی اعداد و شمار حاصل کرنا اور انہیں اکٹھا کرنا اور ان کی قدر و قیمت کا اندازہ لگا کر پیش کرنا تھا۔

اس ورکشاپ میں شہری گروپ، حکومت پاکستان و سندھ، پریمئر شیل اور ملبور انٹرپرائزز انٹرنیشنل ایک پروجیکٹ اسٹیرنگ کمیٹی (PSC) اور ایک تکنیکی مشاورتی گروپ (TAG) بنانے پر متفق ہوگئے تھے جو عمل کے آزادانہ تجزیے اور جانچ و پرکھ کو مانیٹر کرے اور سہولتیں بہم پہنچائے جو اس پورے عمل کی سلامتی و تحفظ و پختگی کو یقینی بنانے کے لئے ضروری تھا۔

حکومت نے سب کے سامنے ایک واضح و غیر مبہم ذمہ داری لی کہ کیرتھر نیشنل پارک (ڈمب مراعاتی علاقہ) میں گیس کی تلاش کے مجوزہ منصوبے کے ماحولیاتی اثرات کا اندازہ (EIA) لگانے کا عمل یا کسی اور شروعات بیس لائن مطالعے کے نتائج کے بعد اور بعدازاں عوامی بحث و مباحثے اور مشاورتی عمل کے نتیجے کے بعد ہی ہوگی۔

لیکن ۲۳ جنوری کو ٹی اور آر ورکشاپ کے خاتمے کے صرف ایک دن کے بعد ہی یہ افسوسناک بات بالکل واضح ہوگئی کہ یہ وعدے اور ذمہ داریاں نبھانے کے لئے ہرگز نہیں تھے۔ جب جنگلی حیات سندھ کے محافظ جناب محبوب عالم انصاری کا یہ بیان اخبارات میں شائع ہوا کہ ”بعد کے مرحلے میں ماحولیاتی اثرات کا ایک جائزہ کینیڈا کی ایک فرم کرے گی۔

اس وقت سے پریمئر شیل پاکستان بی وی اور حکومت سندھ نے عوامی مشاورت کے طویل عمل کے بعد پہنچنے والے معاہدے کی روح کی خلاف ورزی کرنی شروع کردی۔ عوامی مشاورت کا مقصد اعتماد کو قائم کرنا اور شراکتی میکنزم کا ارتقاء تھا۔ اس حقیقت سے قطع نظر کہ بیس لائن مطالعے کا فیلڈ ورک کا زیادہ حصہ مکمل ہوچکا تھا۔ پی ایس سی کی ایک بھی میٹنگ نہیں بلائی گئی۔ ٹی اے جی کی میٹنگ کا صرف ایک بار ہونا بتایا گیا ہے۔ حکومت سندھ نے اپنے عوامی اور سنجیدہ عہد و پیمان کی مکمل پامالی کرتے ہوئے ایک کینیڈین مشاورتی گروپ آگرہ ارتھ اینڈ انوائرمینٹل سے گیس کی تلاش کے مجوزہ منصوبے کے ماحولیاتی اثرات کا جائزہ (EIA) لینے کا معاہدہ کیا۔ یہ سرگرم بہ عمل ہے اور بیس لائن مطالعے کے متوازی کام کررہا ہے۔

یہ بھی ایک صورتحال ہے کہ بیس لائن مطالعے پر فیلڈ ورک اس حقیقت کے باوجود ہوتا رہا کہ سندھ لاء

> یہ غیر ضروری اور شیشے کے گھر میں بھینسے کے گھس آنے کے مترادف رویہ ہے

ڈپارٹمنٹ نے اپنی رائے کا اندراج کیا اور معاہدے کے بعض پہلوؤں پر وضاحتیں طلب کیں اور حکومت سندھ نے مطالعے کی صرف ۷۰ فیصد تکمیل پر معاہدے پر دستخط کئے۔ صرف یہی حقیقت اس پورے عمل کی قانونی حیثیت پر شکوک و شبہات کا اظہار ہے۔

یہ غیر ضروری جلدبازی اور شیشے کے گھر میں بھینسے کے گھس آنے کے مترادف رویہ ہے جس سے اس پورے مسئلہ کے متعلقہ اخلاقی و قانونی پہلوؤں کے لئے لحاظ و عزت کا اظہار نہیں ہوتا اور یہ انتہائی شرمناک ہے۔ ایک عمل قائم ہوا اور فیصلے کئے گئے۔ لیکن انہیں سندھ کے ذرائع اور خطرے سے دوچار مختلف گروپوں کے درمیان پختہ تعلقات کی قیمت پر نظرانداز کیا۔ گیس کے ذخائر اگر واقعی کیرتھر میں موجود ہیں تو وہ کہیں بھی نہیں جائیں گے لیکن پورے عمل کے قانونی استحقاق اور شفاف پن میں عوامی اعتماد بھروسہ اور یقین کو ہی شدید نقصان پہنچا ہے۔

ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ای ٹی اے کے جاری عمل کو فوری طور پر روکا جائے اور بیس لائن مطالعے کے ٹی او آر کو فوری طور پر منظور کیا جائے۔ بی

باقی صفحہ ۲۱ پر

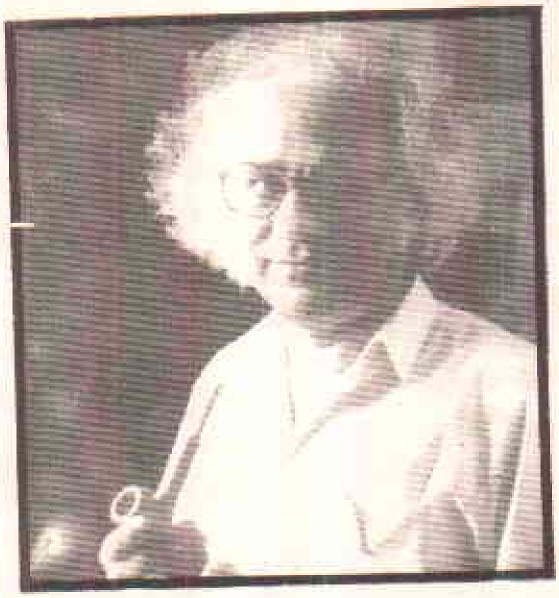

عزیز صدیقی

صحافت کا گرانقدر سرمایہ تھے

ممتاز صحافی اور پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر گزشتہ دنوں انتقال کرگئے۔ ان کی اچانک رحلت ایک سانحہ تھا انہیں ۱۴ اگست کو حکومت پاکستان کی جانب سے صحافت میں ان کی گرانقدر خدمت کے صلے میں ستارہ امتیاز سے نوازا گیا۔

دوستوں نے انہیں اس طرح یاد کیا....

صاحب بصیرت صحافی جمہوریت کے علمبردار‘ انسانی حقوق کے پرچارک عزیز صدیقی ۷ جون ۲۰۰۰ء کو ہمیشہ کی طرح اپنی فطری خاموشی کے ساتھ زندگی کے میدان کارزار سے دست کش ہوگئے۔

اپنے ہردلعزیز ساتھی‘ رہنما اور استاد کی یاد منانے اور انہیں خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ۲۹ جون ۲۰۰۰ء کو انسانی حقوق کمیشن‘ اے۔ جی۔ ایچ۔ایس لیگل ایڈ سیل‘ ڈیموکریٹک پارٹنر شپ پاکستان‘ شرکت گاہ اور عورت فاؤنڈشن نے ایک تعزیتی اجلاس کا اہتمام کیا۔ الحمرا آرٹس کونسل میں منعقد ہونے والے اس اجلاس میں ممتاز صحافیوں‘ دانشوروں‘ کالم نویسوں‘ انسانی حقوق کے کارکنوں‘ ٹریڈ یونین ورکروں‘ عزیز صدیقی کے دوستوں اور سینکڑوں مداحوں نے شرکت کی۔ اجلاس کے آغاز میں تنویر جہاں نے‘ جو اسٹیج سیکریٹری کے فرائض سرانجام دے رہی تھیں‘ عزیز صدیقی کے حالات زندگی بیان کئے۔

اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جناب راشد رحمٰن نے فرمایا کہ ”میں شاید اس بات کا حق دار نہیں ہوں کہ عظیم مفکر‘ صحافی اور انسانی قدروں کی جدوجہد کرنے والے کے بارے میں کوئی ایسی بات پیش کرسکوں جو ان کی عظمت اور کردار کی پوری عکاسی کرسکے۔ ان کے کردار میں تحمل‘ مستقل مزاجی اور صبر تھا اور انتہائی جذباتی معاملات میں بھی ان کی باتیں ہمیشہ ہمارے غصے اور اشتعال کو ٹھنڈا کردیتی تھیں۔ المیہ یہ ہے کہ آج ملک جس دوراہے پر کھڑا ہے۔ عزیز صدیقی کی غیرموجودگی کی شدت اور بڑھ جاتی ہے۔ اس ملک کے حالات بہت برے ہیں۔ آج ایسی سوچ اور راہ رکھنے والوں کی ضرورت ہے جو رہنمائی کرسکیں۔ دوسرا المیہ یہ ہے کہ ان جیسے مفکر کم پیدا ہوتے ہیں۔ ہمارے یہاں موقع پرستی ہے انہوں نے کبھی اصولوں پر سمجھوتہ نہیں کیا۔ تکلیفیں جھیلیں‘ مقابلہ کیا۔ وہ ملک کو ترقی یافتہ اور منصفانہ معاشرہ بنانا چاہتے تھے۔ انہوں نے اس مقصد کے لئے اپنی ساری زندگی وقف کردی۔ اس ملک کا مستقبل اب نئی نسل کے ہاتھ میں ہے۔ انہیں ایسے لوگوں کی زندگی سے سبق سیکھنا چاہئے۔ ہردل میں ان کے لئے دکھ ہے‘ عزت ہے اور یہی ان کا سرمایہ ہے۔

احمد رشید صاحب نے صدیقی صاحب کی عاجزی اور انکساری کو یاد کرتے ہوئے کہا کہ نئی نسل کے صحافیوں کو ان کی زندگی سے سبق سیکھنا چاہئے۔ ملک میں فوجی حکومت آئی‘ آمریت آئی‘ جمہوریت آئی اور حکومت میں تبدیلیاں ہوتی گئیں۔ لیکن ان تمام ادوار میں ان کی دیانت ناقابل یقین تھی۔ انہوں نے رحمٰن صاحب کے ساتھ مل کر جو معیارات قائم کئے ہم ہمیشہ اس کی پیروی کرتے رہیں گے۔ صدیقی صاحب میں ذرہ برابر موقع پرستی اور خودنمائی نہیں تھی۔ ایسا نہیں تھا کہ انسانی حقوق کمیشن میں آنے کے بعد ان کی تحریروں میں انسانی حقوق کا تذکرہ آیا ہو۔ وہ زندگی بھر قانون کی حکمرانی اور انسانی حقوق کے لئے لکھتے رہے۔ انہوں نے قانون کی حکمرانی اور انسانی حقوق کی لئے جو معیارات قائم کئے صحافیوں اور سیاستدانوں کو ان کی پیروی کرنی چاہئے۔ تحریر میں ان کا اپنا ایک انداز تھا ہم میں سے بیشتران کے انداز کی نقل رنے کی کوشش کرتے لیکن ایسا ممکن نہ ہوسکا کیونکہ ان کا انداز منفرد تھا‘ صدیقی صاحب نے ہمیشہ اپنی تحریروں میں جمہوریت کا دفاع کیا‘ ان کا یہ اصولی موقف تھا۔ آج جب اس کڑے وقت میں سیاستدان اصولوں کی سیاست پر بات کرتے ہیں تو ہمیں ہنسی آتی ہے۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ یہ نسل‘ جس سے صدیقی صاحب تعلق

ملک کی طرح صحافت بھی مصیبت کا شکار ہے لوگ اپنے مفادات کے چکر میں پڑگئے ہیں جو ان کے خلاف جہاد کرے گا مصیبت کا شکار ہوگا

رکھتے تھے' اب ختم ہو رہی ہے۔ یہ وہ نسل ہے جو پاکستان بننے سے پہلے پیدا ہوئی اور انہوں نے پاکستان بننے کے بعد تمام سیاسی اتار چڑھاؤ دیکھے۔ ان کی تحریریں کثیرالجہت ہوتی تھیں اور انہیں اپنی بات کے اظہار کے کئی طریقے آتے تھے۔ خواہ جمہوریت پر بات کرنی ہو' سیاسی جدوجہد' انسانی حقوق' مزدوروں کے حقوق' ٹریڈ یونین کے لئے کام کرنا ہو انہوں نے ہر میدان میں اپنا حصہ ڈالا۔ اسی لئے ایسے لوگوں کے بچھڑنے پر نقصان کا احساس زیادہ ہوتا ہے کیونکہ مجھے شک ہے کہ صحافیوں کی نئی نسل شاید ہی اس خلاء کو پر کرنے کے قابل ہو۔

آئی ایچ راشد' صدر پاکستان فیڈرل یونین آف جرنلسٹس' نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا "جناب صدیقی صاحب ہم میں نہیں ہیں۔ آج ان کی یاد میں دوسرا ریفرنس ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہال میں جگہ نہیں ہے۔ لوگ سیڑھیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ کتنے بڑے انسان اور صحافی تھے۔ میں نے ان کے ساتھ ٹریڈ یونین میں کام کیا ہے۔ PFUJ نے جو کال دی وہ پیش پیش رہے۔ میں انہیں کہتا تھا کہ آپ تو مفکر ہیں ہڑتالوں میں کیوں شریک ہوتے ہیں۔ وہ کہتے یہ تو حقوق کی بات ہے ہم پیچھے کیسے رہ سکتے ہیں۔ نثار عثمانی' منہاج برنا' رحمن صاحب یہ نسل ختم ہو رہی ہے۔ موقع پرستی کے دور میں ان کا وجود غنیمت ہے۔ نئی نسل کو ان سے سبق سیکھنا چاہئے۔ مشکل یہ ہے کہ ملک کی طرح صحافت بھی مصیبت کا شکار ہے۔ لوگ اپنے مفادات کے چکر میں پڑ گئے ہیں۔ جو ان کے خلاف جہاد کرے گا مصیبت کا شکار ہوگا۔ اللہ' صدیقی صاحب جیسے لوگوں کو پیدا کرتا رہا ہے۔ ہم انشاء اللہ ان کے عزم کو برقرار رکھیں گے"۔

سلیمہ ہاشمی نے عزیز صدیقی کی شخصیت کی وسعت کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ ایسے الفاظ نہیں ہیں جو ان کی وسعت اور نرمی کو بیان کرسکیں۔ وہ انکساری کا مظاہرہ کرتے تھے لیکن ان کی شخصیت بہت گہری تھی۔ انہوں نے کہا کہ "لکھنے والا اپنے ملک اور عوام کا وفادار ہوتا ہے اور وہ عوام کا دوست' ان کا دانشور اور ان کا رہنما ہوتا ہے۔ اس کا کام ہے عوام کو جہالت' توہمات' روایات اور تعصبات کے اندھیرے سے نکالنا اور علم و دانش کی روشنی کی طرف لے جانا۔ اس کا کام ہے عوام کو جبر سے آزادی کی طرف اور مایوسی سے امید کی طرف لے جانا اور عزیز صدیقی کی تحریروں میں یہ خوبی بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔

منو بھائی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں دوستوں کے مرنے کا غم نہیں ہوتا۔ دوستی کے ختم ہو جانے کا غم ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سمندر جیسے ظرف کے ساتھ سرگوشی کا لہجہ پروفیسر کرار حسین کے بعد صدیقی صاحب میں دیکھا۔ ہم نے ملک میں تدریس کے شعبے کو مکمل طور پر تباہ کردیا ہے۔ جب پاکستان بنا تو اس وقت کے اساتذہ پطرس' کرار حسین' صوفی تبسم اور فیض احمد فیض تھے۔ وہ طلباء پر بہت زیادہ انفرادی توجہ دیتے تھے۔ ہم نے اس ادارے کو تباہ کرکے رکھ دیا۔ فیلڈ مارشل کے دور میں پرنسپل کی سالانہ خفیہ رپورٹ ڈپٹی کمشنر لکھتا تھا۔ یہ طبقہ ختم ہوگیا اور اس خلاء کو مولوی نے پر کیا۔ اسی طرح ہم نے ایڈیٹر کے ادارے کو ختم کرکے رکھ دیا ہے۔

PPL کا قتل بہت بڑا حادثہ تھا۔ اس سومنات پر ۱۷ سے زائد حملے ہوئے۔ اس نے ہر حملہ برداشت کیا۔ اس کو رگیدا گیا' ٹکڑے کیا گیا۔ آخری چیف ایڈیٹر آئی اے رحمن اور ایڈیٹر عزیز صدیقی تھے۔ لیکن ان کے بعد ایڈیٹر کے منصب کا بالکل خاتمہ ہوگیا۔ آج کہا جاتا ہے کہ ہم نے صحافت کو آزادی دے رکھی ہے۔ جو خود آزاد نہ ہوں وہ کسی کو کیا آزادی دیں گے۔ یہ آزادی ہم نے چھینی ہے۔ مارشل لاؤں کے نقلی دانتوں کے جبڑوں سے چھینی ہے۔ عزیز صدیقی نے آئی اے رحمن نے اور دوسرے بہت سے لوگوں نے قربانیاں دے کر' جیلیں کاٹ کر' بھوک ہڑتال کرکے' محنت کش طبقوں کے ساتھ مل کر یہ آزادی حاصل کی ہے۔ عزیز صدیقی جیسے لوگوں کو نہ کفن پہنایا جاسکتا ہے نہ قبروں میں اتارا جاسکتا ہے صرف اپنے دلوں میں رکھا جاسکتا ہے' اپنے خیالوں میں سمایا جاسکتا ہے اور عمل کے ذریعے زندہ رکھا جاسکتا ہے۔

عاصمہ جہانگیر نے آنسوؤں کے ساتھ صدیقی صاحب کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ کبھی اپنے خاموش دوست' استاد اور نہایت نفیس انسان کے لئے ایسے تقریر کرنا ہوگی۔ انہوں نے ان کے کالموں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہ جو بات ہم انتہائی سوچ بچار اور کوشش کے باوجود بھی نہیں کہہ پاتے تھے وہ بڑی آسانی اور انتہائی سلیقے کے ساتھ اپنے کالموں میں بیان کرجاتے تھے۔ انہوں نے ان کے اس کالم کا حوالہ دیا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ لبرل بنیادی بات بھول جاتا ہے کہ جمہوریت لبرل ازم کا سرچشمہ ہے۔ پھر طنزیہ انداز میں لکھا کہ آج کل کے لبرل دو شیطانوں کے درمیان چناؤ کرنے میں لگ گئے ہیں۔ انہوں نے فوجی حکومت کی توہین رسالت کے قانون میں تبدیلی کے وعدے سے واپسی پر جس طرح لکھا وہ عزیز صدیقی صاحب کو ہی حصہ تھا۔

مولوی حضرات گھوڑے پر سوار ہو کر وار کرنے آئے۔ اس وقت فوجی گر کر ڈھیر ہوگئے۔ یہ ایک ایسی منظر کشی ہے کہ پینٹنگ کے طرح دماغ میں گھوم جاتی ہے۔ دوسری بات انہوں نے کی کہ جب حکومتیں اداروں کی بجائے شخصی ضمانتیں دیتی ہیں۔ جیسے جنرل صاحب نے کہا کہ میں اپنی اقلیتوں کو یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ ان کے ساتھ بے انصافی نہیں ہوگی۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے ہم نے پرانے فیوڈلز سے سنا تھا کہ ذاتی یقین دہانی پر دنیا چلتی ہے۔ اس لئے انہوں نے لکھا کہ اداروں کی ضرورت ہے اور یہ بھی نہیں ہے کہ انہیں پتہ نہیں تھا کہ ہمارے اداروں میں کتنی جان ہے' لیکن صدیقی صاحب

باقی صفحہ ۱۸ پر

آرنو کیلر

وفاقی نظام میں مختلف سطحوں پر مالیاتی معاملات

بلدیات سرکار کی حاکیت کے ایک حصے کو تشکیل دیتی ہیں۔ انہیں ریاست اور انتظامی ڈھانچے کی سب سے نچلی سطح قرار دیا جاتا ہے۔ جو وفاقی اور صوبوں سے نیچے ہے۔ ان میں ہر ایک کی ان سطحوں پر نمائندگی ہوتی ہے اور پارلیمنٹ انہیں قانونی بناتی ہیں جب مقامی اختیارات و اقتدار اور اعلیٰ سطحوں کے درمیان تعلقات کو دیکھا جائے تو ایک جانب قصبوں، بلدیات و ضلعوں سے وفاق اور دوسری جانب متعلقہ صوبوں کے درمیان تعلقات میں ایک نمایاں امتیاز رکھنا ضروری ہے۔

اصولی طور پر وفاق مقامی حکومت کے اداروں کا صرف ایک ضامن ہے لیکن چند مستثنیات کے سوا ضلعوں یا انفرادی بلدیات میں براہ راست تعلقات نہیں ہیں لیکن وفاق اپنی قانون سازی کے ذریعے بلدیات پر کئی طریقوں سے اثر انداز ہوتا ہے۔ یہ قوانین مقامی حکام کی اہلیت کو متاثر کرتے ہیں کیونکہ وہ ریاستی ڈھانچے میں رابطے کی حیثیت رکھتے ہیں اور انہیں وفاقی قوانین پر عملدر آمد کرانے پر ممنون کرتے ہیں اور مالیاتی اہمیت کے حامل بھی ہوتے ہیں۔

مقامی خودمختاری کی ضمانت وفاقی اور صوبائی قانون سازی مقامی حکام کے اپنے معاملات کو چلانے کے حقوق کو ختم کرنے یا اس حق کو اس حد تک محدود کرنے کی ممانعت کرتی ہے کہ اس میں سے خودمختاری کی اصل روح ہی نکل جائے۔

آزادی کے مندرجہ حقوق زیادہ تر بلدیات کی ذمہ داری ہوتے ہیں اور وفاق یا صوبے اعلیٰ قوانین کی حدود کے اندر ان کی خلاف ورزی نہیں کرسکتے۔

> وفاق اپنی قانون سازی کے ذریعے بلدیاتی اداروں پر کئی طریقوں سے اثر انداز ہوتا ہے یہ قوانین مقامی حکام کی اہلیت کو متاثر کرتے ہیں

آزادی و حاکمیت

یہ بلدیات کو اپنے عملے کو انتخاب کرنے، خدمات حاصل کرنے، ترقی دینے اور برخاست کرنے کی منظوری و اجازت دیتا ہے۔

انتظامی آزادی و حاکمیت

یہ بلدیات کا اپنے آپ کا انتظام چلانے کے حق کا احاطہ کرتا ہے۔

منصوبہ بندی کی آزادی و حاکمیت

یہ بلدیات کو اختیار دیتا ہے کہ وہ بلدیاتی حدود کو شہری ترقیاتی منصوبوں (زمین کے استعمال اور تعمیراتی منصوبوں) کے ذریعے اپنی ذمہ داری کے تحت منظم کریں اور تشکیل دیں۔

قانون سازی کی آزادی

یہ بلدیاتی قوانین کو پاس کرنے کا حق فراہم کرتا ہے۔

مالیاتی آزادی

یہ بلدیات کو اپنی آمدنی و اخراجات کا انتظام کرنے کا حق دیتا ہے۔

ٹیکس کی آزادی

یہ بلدیات کو ٹیکسوں میں اضافہ کرنے کا حق دیتا ہے (بشرطیکہ یہ حق اعلیٰ قانون کے ذریعے منسوخ نہ کردیا گیا ہو۔

ایک وفاقی ریاستی نظام میں یہ واضح ہے کہ تمام سطحوں پر حکومت خوداختیاری کی ضرورت ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ بلدیات اور کونسلوں کو بنیادی قانون کے ذریعے حکومت خود اختیاری کی اجازت دی جائے۔ مقامی خوداختیاری حکومت تھوڑی سی مالیاتی آزادی کے بغیر مشکل ہی سے وجود میں آسکتی ہے۔ اس لئے اس بنیادی قانون کو اپنی مالیاتی شرائط میں مقامی حکومتوں کو شامل کرنا پڑے گا۔ بنیادی قانون اس بات کو یقینی بنانا پڑے گا کہ مقامی حکومتوں کے پاس مناسب ذرائع ہوں۔

اگر ایک حقیقی جمہوریت کو نچلی سطح سے پروان چڑھانا ہے تو سیاسی اختیارات و طاقت مقامی سطح سے صوبائی اور پھر وہاں سے وفاقی حکومت تک ارتقاء پذیر ہوں گے۔ اگر ہم اس حقیقت سے متفق ہیں تو صوبے اپنی مقامی حکومتوں کے لئے ذمہ دار ہیں۔

اس کے نتیجے میں مقامی حکومتوں اور وفاقی حکومت کے درمیان کوئی براہ راست مالیاتی رشتہ نہیں ہوگا۔